تحقیق وتنقید

ابوبسطام شعبۃ بن الحجاج

جرح وتعدیل کے امام

ڈاکٹر ظفر احمد صدیقی

یہ ایک حقیقت ہے کہ صحابۂ کرام اور تابعین کے عہد میں جرح وتعدیل کا ابتدائی ثبوت تو ملتا ہے[1] لیکن ایک باقاعدہ علم اور فن کی حیثیت اسے تبع تابعین کے عہد میں حاصل ہوئی۔ اس ضمن میں تاریخی ترتیب اور کارناموں کی عظمت واہمیت ہر دو لحاظ سے ابوبسطام شعبۃ بن الحجاج (۸۰ھ — ۱۶۰ھ) کا نام سرفہرست ہے۔ ہم آئندہ صفحات میں یہ بتانے کی کوشش کریں گے کہ اس فن کے ارتقاء اور فروغ واستحکام میں ان کا کیا حصہ ہے؟

اس گفتگو کا آغاز ہم علامہ ذہبی کی ایک عبارت سے کرتے ہیں۔ موصوف شعبہ کی شان وعظمت کے بارے میں رقم طراز ہیں:-

کان ابوبسطام اماما،	ابوبسطام شعبہ امام، ثبت، حجت، ناقد،
ثبتا، حجۃ، ناقدا، جهبذا	کھرے کھوٹے کو پرکھنے والے، صالح، زاہد
صالحا، زاهدا، قانعا	قناعت پسند، علم وعمل میں ممتاز اور بے نظیر
بالقوت، رأسا فی العلم و	آپ تھے۔ وہ جرح وتعدیل کے امام اول
العمل، منقطع القرین، وهو	ہیں۔ یحییٰ بن سعید القطان، عبدالرحمٰن
اول من جرح وعدل، اخذ	بن مہدی اور ایک جماعت نے جرح و
عنه هذا الشان یحییٰ	تعدیل کا فن ان ہی سے سیکھا ہے۔ سفیان
بن سعید القطان، وابن	ثوری ان کے سامنے بچھے جاتے، ان کا
مهدی وطائفة، وکان	اعزاز واکرام کرتے اور فرمایا کرتے تھے

---

[1] اس کے لیے ملاحظہ ہو راقم کا مقالہ "جرح وتعدیل کا تدریجی ارتقاء" تحقیقات اسلامی جنوری۔ مارچ ۱۹۹۱ء، اپریل جون ۱۹۹۱ء

سفیان الثوری یخضع لہ ویجلہ	کہ شعبہ حدیث میں امیر المومنین ہیں۔ امام شافعی
ویقول: شعبۃ امیر المومنین فی الحدیث	کا قول ہے: اگر شعبہ نہ ہوتے تو اہلِ عراق
وقال الشافعی: لولا شعبۃ لما عرف	علمِ حدیث سے ناآشنا
الحدیث بالعراق۔[1]	رہ جاتے

عہدِ تابعین میں علمِ حدیث سے اشتغال رکھنے والوں کی بیشتر توجہ احادیث و آثار کے حفظ و روایت کی طرف مبذول رہتی تھی۔ رجال کی تحقیق و تفتیش، اسانید کی جانچ پرکھ اور احادیث کی علتوں کی نشان دہی کی جانب وہ کم توجہ دیتے تھے۔ ایسا کسی تساہلی کی بنا پر نہ تھا، بلکہ اس کے کئی اسباب تھے۔ ایک سبب تو یہ تھا کہ ضعفاء کی تعداد کم تھی۔ دوسرے سرکردہ اور نامور محدثین کی موجودگی کی بنا پر انھیں معاشرے میں اعتبار وقبول حاصل نہ تھا۔ تیسرے ضعفا بھی بالعموم عقائد کی وجہ سے غیر معتبر سمجھے جاتے تھے۔ دیدہ ودانستہ جھوٹ بولنے والے راویوں کی تعداد بھی کم تھی۔ چوتھے سلسلۂ سند طویل نہ تھا۔ ایک یا دو واسطوں سے صحابی تک پہنچا جا سکتا تھا۔ پانچویں یہ کہ بعض صورتوں میں صحابۂ کرام سے مراجعت کی سہولت بھی حاصل تھی۔ لیکن تبع تابعین کے عہد تک آتے آتے صورتِ حال بڑی حد تک بدل گئی۔ صحابۂ کرام دنیا سے رخصت ہو گئے سندوں کا سلسلہ طویل ہو گیا۔ کذب بیانی و دروغ بافی کا رواج بڑھ گیا۔ تابعیت کے بہت سے جھوٹے مدعی پیدا ہو گئے۔[2] غیر معتبر راویوں اور روایتوں کی تعداد بتدریج بڑھنے لگی۔ ان حالات کے پیشِ نظر ضروری تھا کہ حفظِ آثار وروایات کے ساتھ ساتھ تحقیقِ اسانید اور تفتیشِ رجال کی طرف زیادہ توجہ صرف کی جائے اور صحیح وسقیم احادیث کے درمیان خطِ فاصل کھینچنے کا عمل تیز تر کر دیا جائے۔

شعبہ کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ تاریخی طور پر یہ کارنامہ سب سے پہلے انہی نے انجام دیا۔ وہ خود فرماتے ہیں: ما اعلم احدا فتش الحدیث کتفتیشی[3] (میری طرح حدیث کے بارے میں تفتیش کرنے والا میرے علم میں کوئی نہیں ہے) راویوں پر نقد وجرح سے انھیں جو شغف

---

[1] سیر اعلام النبلاء

[2] ابوعبداللہ الحاکم نیشاپوری (ف ۴۰۵ھ) نے اپنی تصنیف "المدخل الی الصحیح" میں ایسے متعدد راویوں کی نشان دہی کی ہے جنھوں نے حضرت انسؓ یا بعض دوسرے صحابہ سے ملاقات کا جھوٹا دعویٰ کیا ہے۔

[3] سیر اعلام النبلاء ، ۷/۲۲۵

تھا۔ اس کی مثال بھی ان سے پہلے کسی اور کے یہاں نہیں ملتی۔ انھوں نے اس کے لیے "اللہ واسطے غیبت" کی اصطلاح وضع کی تھی۔ وہ اپنے رفقاء و احباب کو بھی اس کی طرف متوجہ کرتے رہتے تھے۔ نضر بن شمیل کہتے ہیں: سمعت شعبة يقول: تعالوا نغتاب في الله۔ يريد الكلام في الشيوخ[1] (میں نے شعبہ کو کہتے ہوئے سنا: آؤ اللہ واسطے غیبت کریں۔ مراد یہ تھی کہ آؤ راویوں پر کلام کریں۔)

شعبہ روایتِ حدیث، تصحیحِ حدیث اور تعدیلِ رجال وغیرہ ہر معاملے میں غایت درجہ محتاط بلکہ شدت پسند واقع ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ اپنے شیوخ سے ان کی مرویات کو بار بار سننا پسند کرتے اور درمیان میں انھیں ٹوکتے بھی رہتے تھے کہ آپ نے یہ روایت کس سے سنی؟ اس میں کوئی شبہہ تو نہیں ہے؟ وغیرہ۔ اس سلسلے میں چند بیانات ملاحظہ ہوں:

(۱) عبداللہ بن دینار نے انھیں حضرت ابن عمرؓ کی ایک حدیث سنائی۔ اس پر انھوں نے سوال کیا: انت سمعته منه؟ قال: نعم[2] (کیا آپ نے یہ روایت حضرت ابن عمرؓ سے سنی ہے؟ انھوں نے جواب دیا ہاں۔)

(۲) حضرت براء بن عازبؓ کی ایک حدیث (من منح منيحة ورق الخ) کے بارے میں شعبہ کہتے ہیں: سألت طلحة بن مصرف عن هذا الحديث اكثر من عشرين مرة ولو كان غيري قال ثلاثين مرة[3] (میں نے اس حدیث کے بارے میں طلحہ بن مصرف سے بیس مرتبہ سوال کیا۔ میرے علاوہ کوئی دوسرا ہوتا تو وہ تیس مرتبہ کہتا۔)

(۳) ایک حدیث کے بارے میں انھوں نے ابومعشر سے پوچھا: اسمعته من ابراهيم؟ قال هو قوله[4] (کیا آپ نے یہ روایت ابراہیم نخعی سے سنی ہے؟ انھوں نے جواب دیا ہاں یہ انھیں کا قول ہے۔)

(۴) خود شعبہ کا بیان ہے: كنت اجالس قتادة، فيذكر الشئ، فاقول: كيف اسناده؟[5] (میں قتادہ کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا۔ وہ کچھ ذکر کرتے تو پوچھتا کہ اس کی سند کیا ہے؟)

---

[1] سیر اعلام النبلاء ۷/۲۲۳
[2] تقدمة الجرح والتعديل لابن ابي حاتم الرازي
[3] ایضاً
[4] ایضاً ص ۱۶۶
[5] ایضاً ص ۱۶۶

(۵) حماد بن زید کہتے ہیں: ما ابالی من خالفنی إذا وافقنی شعبۃ، لان شعبۃ کان لا یرضی ان یسمع الحدیث مرۃ، یعاود صاحبہ مرارًا، ونحن کنا إذا سمعناہ مرۃ اجتزینا بہ۔[1] (اگر شعبہ کسی حدیث کی روایت میں میری موافقت کریں، تو پھر مجھے کسی کی مخالفت کی پرواہ نہیں ہے۔ کیونکہ انھیں کسی حدیث کا صرف ایک بار سننا پسند نہ تھا۔ وہ بار بار صاحب حدیث سے مراجعت کرتے تھے اور ہم لوگ صرف ایک بار کے سننے پر اکتفا کر لیتے تھے۔)

(۶) ابوالولید کہتے ہیں: سألت شعبۃ عن حدیث۔ فقال لا احدثک لأنی سمعتہ من ابی عون مرۃ واحدۃ۔[2] (میں نے شعبہ سے ایک حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ میں وہ حدیث تم سے بیان نہیں کروں گا، کیوں کہ میں نے اسے ابوعون سے صرف ایک مرتبہ سنا ہے۔)

احادیث کے سلسلے میں قطعیت پسندی، صحت کے تیقن اور ہر قسم کے شکوک وشبہات کے ازالے پر اصرار کی بنا پر انھوں نے تحقیق اسانید کا بھی ایک بلند معیار قائم کیا۔ چنانچہ "تدلیس"[3] اور "ارسال"[4] کے مسائل ومباحث جس شدت، صراحت اور کثرت کے ساتھ شعبہ نے اٹھائے، اس کی مثال ان سے پہلے کسی اور کے یہاں نہیں ملتی۔ مثلاً یہ کہ کسی تابعی کا کس صحابی سے سماع ثابت ہے اور کس سے ثابت نہیں؟ اگر ثابت ہے تو کتنی احادیث سماع پر مبنی ہیں؟ اور کتنی مرسل ہیں؟ اسی طرح تابعین میں کس کا کس سے سماع ثابت ہے؟ وغیرہ۔ اس ضمن میں شعبہ کے بعض بیانات ملاحظہ ہوں:

(۱) لم یدرک عبد الرحمن بن ابزی علیاً[5] (عبدالرحمن بن ابزی نے حضرت علیؓ کو نہیں پایا)

(۲) ابوالمھلب لم یسمع عن ابی بن کعب[6] (ابوالمہلب نے حضرت ابی بن کعبؓ سے نہیں سنا)

(۳) شعبۃ ینکر مجاھد سمع عائشۃ[7] (شعبہ کے نزدیک مجاہد کا حضرت عائشہؓ سے سماع ثابت نہیں)

[1، 2] تقدمۃ الجرح والتعدیل ص۱۲۸ [3] جب کوئی راوی اپنے معاصر سے کسی نہ سنی ہوئی حدیث کو ایسے الفاظ سے نقل کرے، جو سننے میں صریح تو نہ ہوں، لیکن سننے کا ایہام پیدا کرتے ہوں تو اسے اصطلاح میں تدلیس کہتے ہیں۔
[4] تابعی جب صحابی کے واسطے کے بغیر کسی چیز کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرے تو اسے اصطلاح میں ارسال کہتے ہیں۔ [5، 6، 7] تقدمۃ الجرح والتعدیل ص۱۲۹، ۱۳۰

(۴) شعبۃ ینکر ابو رزین سمع ابن مسعود[1] (شعبہ کے نزدیک ابو رزین کا حضرت ابن مسعودؓ سے سماع ثابت نہیں)

(۵) شعبۃ ینکر ان یکون الضحاک بن مزاحم لقی ابن عباس قط[2] (شعبہ کے نزدیک ضحاک بن مزاحم کی حضرت ابن عباسؓ سے ایک بار بھی ملاقات ثابت نہیں)

(۶) شعبۃ ینکر ابوظبیان سمع سلمان[3] (شعبہ کے نزدیک ابوظبیان کا حضرت سلمان فارسیؓ سے سماع ثابت نہیں ہے۔)

(۷) لم یسمع ابوعبد الرحمٰن السلمی من عثمان[4] ولا من عبد اللّٰہ بن مسعود ولکن قد سمع من علی[5] (ابوعبدالرحمٰن السلمی نے نہ تو حضرت عثمانؓ سے سنا ہے، نہ حضرت عبداللّٰہ بن مسعودؓ سے۔ البتہ حضرت علی سے ان کا سماع ثابت ہے۔)

(۸) لم یدرک ابو البختری علیا ولم یرہ[6] (ابوالبختری نے حضرت علی کا زمانہ نہیں پایا انھوں نے انھیں نہیں دیکھا ہے)

(۹) قد ادرک ابو العالیۃ رفیع علی بن ابی طالب، ولم یسمع منہ شیئا[7] (ابوالعالیہ رفیع نے حضرت علی بن ابی طالبؓ کو پایا ضرور ہے لیکن ان کا حضرت علیؓ سے کسی حدیث کا سننا ثابت نہیں ہے۔)

(۱۰) ما اری محمد بن سیرین سمع من عقبۃ بن عبد الغافر[8] (میرے خیال میں ابن سیرین کا عقبہ بن عبدالغافر سے سماع ثابت نہیں)

(۱۱) کان شعبۃ یضعف ابراھیم عن علی[9] (ابراہیم نخعی کی حضرت علیؓ سے مروی روایات کو شعبہ سند کے لحاظ سے ضعیف سمجھتے تھے۔) یعنی ان کے نزدیک حضرت علیؓ سے ابراہیم کا سماع ثابت نہیں۔

(۱۲) لم یحدثنا احد انہ سمع عن علقمۃ الا ابو قیس[10] (علقمہ سے ان کے سماع کی تصریح ابوقیس کے علاوہ کسی اور نے ہم سے نہیں کی۔)

۱؎ تقدمۃ الجرح والتعدیل ص۱۳۰ ۲؎ ایضاً ص۱۳۱ ۳؎ ایضاً ص۱۳۰ ۴؎ علامہ ذہبی کو اس رائے سے اتفاق نہیں ہے۔ ان کے نزدیک ابوعبدالرحمٰن السلمی کا حضرت عثمانؓ سے سماع ثابت ہے ۵؎، ۶؎، ۷؎ تقدمۃ الجرح والتعدیل ص۱۳۱ ۸؎ ایضاً ص۱۲۹

۹؎ ایضاً ص۱۳۰ ۱۰؎ ایضاً ص۱۳۲

(۱۳) کان شعبة یضعف حدیث ابی بشر عن مجاهد، قال ما سمع منه شیئاً۔[۱]
(ابوبشر کی مجاہد سے مروی روایات کو شعبہ ضعیف سمجھتے تھے۔ ان کا قول ہے کہ ابوبشر نے مجاہد سے نہیں سنا۔)

(۱۴) لم یسمع ابو بشر عن حبیب بن سالم[۲] (ابوبشر کا حبیب بن سالم سے سماع ثابت نہیں۔)

(۱۵) لم یسمع ابو اسحاق عن الحارث الاعور إلا اربعة احادیث[۳] (ابو اسحاق السبیعی نے حارث اعور سے صرف چار حدیثیں سنی ہیں)

(۱۶) عامر الشعبی عن علی وعطاء عن علی کتاب۔[۴] (عامر شعبی اور عطاء ابن ابی رباح کی حضرت علیؓ سے مروی روایات کتاب پر مبنی ہیں۔) یعنی حضرت علیؓ سے سنی ہوئی نہیں ہیں، کتاب سے منقول ہیں۔

(۱۷) کان شعبة یری ان احادیث ابی سفیان عن جابر انما ھو کتاب سلیمان الیشکری[۵] (شعبہ کی رائے تھی کہ ابوسفیان کی حضرت جابرؓ سے مروی روایات سلیمان الیشکری کی کتاب سے منقول ہیں۔) یعنی حضرت جابرؓ سے سنی ہوئی نہیں ہیں۔

(۱۸) احادیث الحکم عن مجاهد کتاب الا ما قال سمعت[۶] (حکم کی مجاہد سے مروی روایات کتاب سے منقول ہیں بجز ان روایات کے جن میں وہ سماع کی تصریح کریں)

(۱۹) احادیث الحکم عن مقسم کتاب، الا خمسة احادیث[۷] (حکم کی مقسم سے مروی احادیث سے منقول ہیں، بجز پانچ کے۔)

(۲۰) کان شعبة یوھن مرسلات معاویة بن قرة، یری انها عن شهر[۸] (معاویہ بن قرہ کی مرسل روایات کو شعبہ ضعیف بتاتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ شہر بن حوشب سے مروی ہیں)

(۲۱) سلمان الاغر کان قد لقی ابا هریرة وابا سعید[۹] (سلمان الاغر نے حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابوسعید خدریؓ دونوں سے ملاقات کی ہے)

---

[۱] تقدمة الجرح والتعدیل ص ۱۳۲ [۲] ایضاً ص ۱۳۲ [۳] (علامہ ذہبی اس تحدید سے متفق نہیں۔ سیر اعلام النبلاء ۴/۲۶۹)
[۴] ایضاً ص ۱۳۰ [۵] ایضاً ص ۱۳۵
[۶] [۷] [۸] ایضاً ص ۱۳۰ [۹] ایضاً ص ۱۳۵

(۲۲) لم یسمع حمید الطویل من انس سوی اربعۃ وعشرین حدیثاً، وا لباقی سمعہا وثبتہا فیہا ثابت البنانی۔ یعنی فکان یحذف ثابتا ویدلسہا فیقول عن انس[۱] (حمید الطویل نے حضرت انسؓ سے صرف چوبیس[۲۴] حدیثیں سنی ہیں۔ حضرت انسؓ کی بقیہ حدیثیں انھیں ثابت البنانی کے واسطے سے پہنچی ہیں۔ یعنی وہ ثابت کو حذف کر دیتے ہیں اور تدلیس کرتے ہوئے براہ راست حضرت انسؓ سے نقل کرتے ہیں۔)

راوی اور مروی عنہ کے درمیان سماع کے ثبوت و عدم ثبوت کی تحقیق و تفتیش شعبہ اس شدت اور انہماک سے اس لیے کیا کرتے تھے کہ انھیں "تدلیس" سخت ناپسند تھی۔ چنانچہ ان کا قول ہے: لأن ازنی احب الیّ من ان اُدلّس[۲] (تدلیس میرے نزدیک زنا سے بھی بدتر ہے۔) اسی طرح کہتے ہیں: لان اقع من السماء الی الارض احب الیّ من ان ادلّس[۳] (آسمان سے زمین پر گر جانا مجھے پسند ہے، لیکن تدلیس پسند نہیں۔)

اپنے شیخ قتادہ کی تدلیس کی وجہ سے وہ ان کی صرف وہی روایتیں لیتے تھے جس میں سماع و تحدیث کی تصریح موجود ہو۔ فرماتے ہیں: کنت اتفقد فم قتادہ، فاذا قال: سمعت او حدثنا تحفظتہ، والا فترکتہ[۴] (میں قتادہ کا منہ دیکھتا رہتا تھا، جب وہ "سمعت" یا "حدثنا" کے صیغے سے روایت بیان کرتے تو میں اسے یاد کر لیتا ورنہ چھوڑ دیتا۔)

احتمالِ ارسال کی بنا پر "مُعَنْعَن"[۵] روایتیں بھی ان کے نزدیک معتبر نہ تھیں۔ ان کا قول ہے: فلان عن فلان مثلہ لا یجزی[۶] (فلاں عن فلاں جیسی سند نا کافی ہے۔) وہ کہا کرتے تھے: کل حدیث لیس فیہ حدثنا فہو مثل الرجل فی فلاۃ معہ بعیر بلا خطام[۷] (محدث کی حدثنا کی تصریح کے بغیر حدیث کی مثال ایسی ہے جیسے کسی

---

[۱] سیر اعلام النبلاء، ۷/۲۱۳ (علامہ ذہبی اس تحدید سے متفق نہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ حمید نے اس تعداد سے کئی گنا زیادہ حدیثیں حضرت انسؓ سے سنی ہیں۔ خود صحاح ستہ میں سَو سے زائد حضرت انسؓ سے سنی ہوئی ان کی احادیث موجود ہیں۔) بحوالۂ مذکورہ

[۲] سیر اعلام النبلاء، ۷/۲۱۰ [۳، ۴] ایضاً ۷/۲۱۵

[۵] جب کوئی حدیث، تحدیث، اخبار یا سماع کے صیغے کے بجائے "عن فلان عن فلان" کہہ کر بیان کی جائے تو اسے حدیث معنعن کہتے ہیں۔ [۶] سیر اعلام النبلاء ۷/۲۱۷ [۷] ایضاً ۷/۲۲۴

آدمی کے ساتھ صحرا میں کوئی شتر بے مہار ہو۔)

سندوں کی تحقیق سے شعبہ کو کس قدر شغف تھا اور اس سلسلے میں ان کا طریق کار کیا تھا؟ اس کا اندازہ ان کے بعض واقعات سے بھی لگایا جا سکتا ہے:

(۱) عبدالرحمٰن بن مہدی کہتے ہیں: قال شعبة: قلت لابی اسحاق: من حدثك عن علی بن ربیعة؟ "قال کنت ردف علی فلما رکب قال: سبحان الذی سخرلنا هٰذا" قال: سمعت من یونس بن خباب، فأتیت یونس بن خباب، فقلت من حدثك؟ فقال: حدثنی رجل عن علی بن ربیعة۔[1] (شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے ابواسحاق سے پوچھا کہ آپ سے علی بن ربیعہ کی حدیث "کنت ردف علی، فلما رکب، قال سبحان الذی سخرلنا هٰذا" کس نے بیان کی؟ انھوں نے جواب دیا کہ میں نے اسے یونس بن خباب سے سنا ہے چنانچہ میں یونس بن خباب کے پاس گیا۔ ان سے پوچھا کہ یہ حدیث آپ سے کس نے بیان کی؟ انھوں نے جواب دیا کہ ایک شخص کے واسطے سے یہ علی بن ربیعہ سے مجھ تک پہنچی ہے۔

گویا اس تحقیق کے نتیجے میں یہ حقیقت سامنے آئی کہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی مجہول ہے۔

(۲) عن قتادة عن سعید بن جبیر عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نهی عن نبیذ الجر، قال شعبة: فقلت لقتادة ممن سمعته؟ قال حدثنیه ایوب السختیانی، قال شعبة فاتیت ایوب، فسالته فقال: حدثنیه ابوبشر، قال شعبة فاتیت ابا بشر فسالته، فقال: انا سمعت سعید بن جبیر عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه نهی عن نبیذ الجر[2]

(قتادہ نے "عن سعید بن جبیر عن ابن عمر" کی سند سے شعبہ کو یہ حدیث سنائی "ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نهی عن نبیذ الجر" شعبہ کہتے ہیں میں نے قتادہ سے پوچھا، آپ نے یہ حدیث کس سے سنی؟ انھوں نے جواب دیا کہ مجھ سے اس کو ایوب سختیانی نے بیان کیا ہے تب میں ایوب کے پاس گیا اور ان سے پوچھا انھوں

---

[1] تقدمۃ الجرح والتعدیل، ص۱۶۸

[2] ایضاً ص۱۶۶

نے جواب دیا کہ مجھ سے اس کو ابوبشر نے بیان کیا ہے۔ شعبہ کہتے ہیں کہ تب میں ابوبشر کے پاس گیا اور ان سے پوچھا۔ انھوں نے جواب دیا کہ میں نے یہ حدیث سعید بن جبیر سے سنی ہے اور وہ حضرت ابن عمرؓ سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔)

اس تحقیق کا ماحصل یہ ہے کہ حدیث صحیح ہے اور اس کی سند متصل ہے۔

(۳) عن معاویۃ بن قرۃ قال: قال ابن عباس: "انظروا الی العظام کیف ننشزھا" فقال فیہ قولاً، قلت: من حدثك؟ قال: شھر بن حوشب، استرحنا من خناقك یا شعبۃ۔[1]

(معاویہ بن قرہ نے شعبہ سے آیت کریمہ "انظروا الی العظام کیف ننشزھا" کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ کے ایک قول کی حکایت کی۔ شعبہ کہتے ہیں میں نے پوچھا کہ یہ روایت آپ سے کس نے بیان کی ہے؟ انھوں نے جواب دیا شہر بن حوشب نے۔ ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ شعبہ میری گلوخلاصی کرو۔)

شہر بن حوشب، شعبہ کے نزدیک ضعیف راوی ہیں۔ اس طرح اس تحقیق کے نتیجہ میں انھیں یہ معلوم ہوگیا کہ ان کے نقطۂ نظر سے یہ روایت غیر معتبر ہے۔ ساتھ ہی معاویہ کے قول "شعبہ میری گلوخلاصی کرو" سے یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ شعبہ سے حقائق کا چھپانا بڑا مشکل کام تھا۔ لوگ ان کی جرح وقدح سے نجات حاصل کرنے کے لیے بہتر یہی سمجھتے تھے کہ سچی بات پہلی مرتبہ ہی میں ظاہر کردیں۔

(۴) خود شعبہ کہتے ہیں: سألت الحکم عن دیۃ الیھودی والنصرانی، فقال: قال سعید بن المسیب: ان عمر جعل دیۃ الیھودی والنصرانی اربعۃ الاف، و دیۃ المجوسی ثمانی مأۃ، فقلت للحکم من سعید بن المسیب؟ فقال: بوشت سمعت ثابت الحداد۔ قال شعبۃ: فأتیت الحداد، فحدثنی عن سعید بن المسیب عن عمر مثلہ۔[2]

(میں نے حکم سے یہودی اور نصرانی کی دیت کے بارے میں دریافت کیا۔ انھوں نے جواب دیا کہ سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے یہودی و نصرانی کی

---

[1] تقدمۃ الجرح والتعدیل ص۱۶۶ [2] ایضاً ص۱۷۰

دیت چار ہزار مقرر فرمائی ہے اور مجوسی کی آٹھ سو۔ اس پر میں نے حکم سے پوچھا کہ کیا آپ نے یہ روایت سعید بن المسیب سے سنی ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ اگر تم چاہو تو اسے ثابت الحدّاد سے بھی سن سکتے ہو۔ شعبہ کہتے ہیں کہ تب میں ثابت الحدّاد کے پاس گیا۔ انھوں نے بھی مجھ سے یہ روایت "عن سعید بن المسیب عن ابن عمر" کی سند سے بیان کی)

اس تحقیق کے نتیجے میں شعبہ کو اس حدیث کی صحت کا تیقّن بھی ہو گیا اور ساتھ ہی انھیں حکم کے ایک متابع کا پتہ بھی چل گیا۔

اب تک کی گفتگو تفتیش حدیث اور تحقیق اسانید سے متعلق تھی۔ اب ہم خاص جرح وتعدیل کے باب میں شعبہ کی خدمات کا جائزہ لیتے ہیں۔ ہمارے علم کی حد تک شعبہ پہلے شخص ہیں، جنھوں نے راویانِ حدیث کے ترک وقبول سے متعلق اپنے اصولوں کی وضاحت وصراحت کی ہے۔ عبدالرحمٰن بن مہدی کہتے ہیں:

قلت لشعبة: من الذین تترك الروایة عنهم؟ قال اذا اکثر عن المعروفین من الروایة مالا یعرف، اواکثر الغلط، أو تمادی فی غلط مجتمع علیه، ولم یتهم نفسه عند اجتماعهم علی خلافه، أو رجل متهم بکذب، وسائر الناس فاروعنهم۔[1]

(میں نے شعبہ سے پوچھا آپ کن لوگوں کی روایت ترک کرتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا جب کوئی راوی، معروف لوگوں سے بکثرت غیر معروف روایتیں بیان کرنے لگے۔ یا غلطیوں کا تناسب اس کے یہاں بڑھ جائے۔ یا جب وہ کسی ایسی غلطی پر اصرار کرنے لگے جس کا غلط ہونا متفق علیہ ہو اور جمہور کی مخالفت کے باوجود وہ اپنے آپ کو غلط نہ سمجھتا ہو۔ یا وہ ایسا شخص ہو جسے لوگ دروغ گو سمجھتے ہوں۔ ان لوگوں کے علاوہ بقیہ سے تم روایتیں لے سکتے ہو۔)

تابعین کے عہد میں راوی کے ترک وقبول کا ایک بنیادی معیار، اس کے عقائد تھے۔ اہل سنت کی روایتیں معتبر سمجھی جاتی تھیں اور اہل بدعت یا اہل اہوا، غیر معتبر اور متروک قرار دیے جاتے تھے۔[2] شعبہ نے اس اصول میں ترمیم اور تبدیلی کی۔ انھوں نے اس پر زور دیا کہ عقائد

---

[1] سیر اعلام النبلاء ۷/۲۲۲

[2] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو راقم کا مذکورہ بالا مقالہ 'جرح وتعدیل کا تدریجی ارتقا' مطبوعہ تحقیقات اسلامی ۲۷۴

سے زیادہ کسی راوی کے بارے میں یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ روایت حدیث میں کیسا ہے؟ اگر وہ صاحب علم اور صادق القول ہو تو قدری یا مرجئی ہونے کے باوجود اس کی روایتیں قبول کی جا سکتی ہیں۔ اس سلسلے میں ان کے بعض بیانات ملاحظہ ہوں

(۱) بقیہؒ کہتے ہیں: قلت لشعبة: لم تروی عن حماد بن ابی سلیمان، وکان مرجئاً؟ قال: کان صدوق اللسان[1]

(میں نے شعبہ سے کہا آپ حماد بن ابی سلیمان سے کیوں روایت کرتے ہیں، وہ تو مرجئی تھا؛ انھوں نے جواب دیا وہ زبان کا سچا تھا۔)

(۲) بقیہؒ ہی کی روایت ہے: قلت لشعبة: لم تروی عن عمرو بن مرّة وکان مرجئاً؟ قال: کان اصغر القوم واکثرهم علماً[2]

(میں نے شعبہ سے کہا آپ عَمرو بن مُرّہ سے کیوں روایت کرتے ہیں، وہ تو مرجئی تھا؟ انھوں نے جواب دیا وہ عمر میں چھوٹا، لیکن علم میں سب سے بڑھا ہوا تھا۔)

(۳) ابوداؤد طیالسی شعبہ کا قول نقل کرتے ہیں: لاتنظروا الی هؤلاء المجانین الذین یقعون فی جابر یعنی الجعفی۔ هل جاءکم عن احد لبشئ لم یلقه[3]

(ان دیوانوں کی جانب توجہ نہ دو جو جابر جعفی پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ کیا اس نے تم سے کسی ایسے شخص کی بھی کوئی روایت بیان کی ہے، جس سے اس کی ملاقات نہ ہوئی ہو؟)

جابر ہی کے بارے میں ان کا ایک قول یہ بھی ہے: جابر الجعفی صدوق فی الحدیث[4] (جابر جعفی حدیث میں سچا ہے)

واضح رہے کہ جابر جعفی غالی اہل تشیع میں سے تھا۔ منجملہ دوسرے عقائد کے، اس کا ایک عقیدہ یہ بھی تھا کہ حضرت علیؓ کی وفات نہیں ہوئی ہے۔ وہ بادلوں میں چھپے ہوئے ہیں اور عنقریب زمین پر اتر آئیں گے[5]

شعبہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ انھوں نے جرح و تعدیل کے دائرے کو

---

[1] تقدمۃ الجرح والتعدیل، ص ۱۳۷ [2] ایضاً ص ۱۲۹

[3] [4] ایضاً ص ۱۳۶ [5] مقدمہ مسلم (کان یؤمن بالرجعة)

خاصی وسعت دی۔ علامہ ذہبی نے ان کا شمار اُن اصحاب جرح وتعدیل میں کیا ہے جن سے اکثر راویوں کے بارے میں اقوال منقول ہیں۔ راقم الحروف کو تقدمۃ الجرح والتعدیل اور سیر اعلام النبلاء میں سو سے زائد راویوں کے متعلق ان کی رائیں دستیاب ہوئی ہیں۔ اسماء الرجال کی دوسری کتابوں کی مدد سے اس فہرست میں ابھی بہت کچھ اضافے کی گنجائش موجود ہے۔ اس لیے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ جرح وتعدیل کے دائرۂ کار کی یہ وسعت شعبہ سے پہلے کسی اور کے یہاں نظر نہیں آتی۔

شعبہ سے پہلے تعدیل وتوثیق یا جرح وتضعیف کے کلمات معدودے چند تھے۔ شعبہ کے یہاں اس میدان میں بھی تنوع اور توسع نظر آتا ہے۔ ہم ذیل میں بعض راویوں سے متعلق ان کے اقوال اس طرح نقل کرتے ہیں، جس سے ان کے یہاں مستعمل کلماتِ جرح وتعدیل کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

(الف)

(۱) محمد بن اسحاق امیر المومنین فی الحدیث (۲) ما رأیت احداً أصدق من سلیمان التیمی (۳) ابن علیۃ ریحانۃ الفقہاء (۴) اکتبوا عن حماد وابن اسحاق فانہما حافظان (۵) کنا نسمی مسعراً المصحف یعنی من اتقانہ (۶) علیك بجریر بن حازم فاسمع منہ (۷) یحیٰی بن کثیر اصدق حدیثاً من الزہری (۸) لم أر مثل عمرو بن دینار ولا الحکم ولا قتادۃ۔ یعنی فی التثبت (۹) اذہبوا إلی اسماعیل بن مسلم العبدی (۱۰) تأتونی وتدعون ثابت بن عمارۃ (۱۱) جابر الجعفی صدوق فی الحدیث (۱۲) ابو الاشہب عندنا افضل من عوف الاعرابی (۱۳) ما رایت بالکوفۃ شیخاً خیراً من زبید بن الحارث (۱۴) سلیمان بن المغیرۃ سید اہل البصرۃ (۱۵) ما رأیت محدثاً افضل من سلیمان التیمی (۱۶) کان ثقۃ [یزید بن حضیر] (۱۷) کان رجل صدق [ابوطالب الحجام] (۱۸) ہو صدوق [عبد الرحمٰن بن عبد اللہ المسعودی] (۱۹) کان رضاً [سلمان الاغر] (۲۰) کان شیئاً عجیباً [عمران بن حدیر] (۲۱) ان کان احد یستأہل ان یسود فی الحدیث فمحمد بن اسحاق (۲۲) ادخلوا علی قیس [بن الربیع] قبل ان یموت (۲۳) کان المغیرۃ [بن مقسم]

احفظ من الحکم (۲۴) تعرف الاتقان فی قفاه [عبد الوارث بن سعید] (۲۵) کان هشام اعلم بحدیث قتادۃ منی واکثر مجالسۃ له منی (۲۶) هارون الاعور من خیار المسلمین (۲۷) اخبرنی یحیی بن هانی وکان سید اهل الکوفۃ (۲۸) ذاك صدوق اللسان [سعید بن بشیر] (۲۹) ثقات اصحابی الحکم بن عتیبۃ، وسلمۃ بن کهیل، وحبیب بن ابی ثابت، ومنصور (۳۰) ما رأیت احدًا احفظ لحدیث ابی التیاح منه [عبد الوارث بن سعید] (۳۱) عاصم احب الی من قتادۃ فی ابی عثمان النهدی لانه احفظهما (۳۲) کان کاخیر الرجال[1]

(ب)

(۱) ترکت حدیث [عبد الملك بن سلیمان] (۲) ادرکت شهر بن حوشب وترکته عمدا (۳) انه صدوق ولکنه شیعی قدری [محمد بن راشد] (۴) کتابك صالح وحفظك لا یسوی شیئاً [ابو عوانۃ] (۵) کان رقّاعا [یزید بن ابی زیاد] (۶) لا یحسن یتکلم [ابراهیم السلسکی] (۷) لا تکتبن عنه شیئاً [ابراهیم بن عثمان، ابو شیبۃ] (۸) لولا الحیاء ماصلّیت علی ابان بن عیاش (۹) لأن أرتکب سبعین کبیرۃ احبّ إلیّ من ان احدث عن ابان بن ابی عیاش (۱۰) حدثنا عطاء الخراسانی وکان نسیاً (۱۱) ما رأیت احدا اسوا حفظا من ابن ابی لیلی (۱۲) کان فسلاً[2] [میمون ابو عبد اللہ]

بعض مواقع پر انھوں نے استعاراتی پیرایۂ بیان بھی اختیار کیا ہے۔ چنانچہ ان سے ابن عون کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: "سمن وعسل" پھر ہشام بن حسان کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا: "خلٌ وزیتٌ" پھر ابو بکر الہذلی کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: "دعنی لا اقیئی بہ"[3]

شعبہ نے جن امور یا اوصاف کی بنا پر کسی راوی کو ترک کیا ہے، انھیں مختصراً اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے:

---

[1] [2] ان میں سے بیشتر اقوال تقدمۃ الجرح والتعدیل اور بعض سیر اعلام النبلاء میں مذکور ہیں۔

[3] سیر اعلام النبلاء ۲۲/۷

(۱) وہ منکر الحدیث ہو (۲) کثیر الغلط ہو (۳) متہم بالکذب ہو (۴) واضح غلطی پر اصرار کرتا ہو اور جمہور کی مخالفت کی اسے کوئی پرواہ نہ ہو۔ ان چاروں امور کا ذکر عبدالرحمٰن بن مہدی کی اس روایت میں موجود ہے، جو اوپر نقل کی گئی۔ (۵) ثقات کی مخالفت کرتا ہو۔ علی بن المدینی کہتے ہیں: قال لی شعبة فی احادیث عوف عن خلاس عن ابی هريرة، ومحمد يعني ابن سيرين عن ابی هريرة اذا جمعهم، قال لی شعبة: تری لفظهم واحداً؟ قال ابومحمد کالمنکر علی عوف[1] (مجھ سے شعبہ نے کہا کہ عوف خلاس کے واسطے سے حضرت ابوہریرہؓ سے جو روایتیں نقل کرتے ہیں، ان کو ابن سیرین کی حضرت ابوہریرہؓ سے مروی روایات کے مقابل رکھ کر دیکھو، کیا دونوں کے الفاظ یکساں ہیں؟ ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ شعبہ نے یہ بات عوف پر نکیر کرتے ہوئے کہی ہے۔) (۶) آثار موقوفہ کو احادیث مرفوعہ بنا دیتا ہو۔ چنانچہ یزید بن ابی زیاد کے بارے میں فرماتے ہیں: کان رفّاعًا۔ یعنی الآثار التی هی من اقوال الصحابة یرفعها[2]۔ (وہ رفّاع تھا۔ ذہبی اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یعنی وہ صحابہ کے اقوال کو حدیث مرفوع بنا دیتا تھا۔) (۷) جس کے کسی بیان سے اس پر دروغ گوئی کا شبہہ گزرتا ہو۔ چنانچہ لیث بن ابی سُلیم نے ایک روایت عطا، طاؤس، اور مجاہد تینوں سے نقل کی۔ شعبہ نے اس چیز کو شبہے کی نظر سے دیکھا اور بعد میں لیث کو ترک کر دیا۔ (قال شعبة للیث: این اجتمع لك هؤلاء الثلاثة، عطاء وطاووس ومجاهد؟... فمازال شعبة للیث متقیاً یومئذٍ)[3] (۸) شطرنج کھیلتا ہو۔ چنانچہ فرماتے ہیں: رأیت ناجیة الذی یروی عنه ابو اسحاق۔ یلعب بالشطرنج، فترکته، فلم اکتب عنه[4]۔ (میں نے ابواسحاق کے شیخ ناجیہ کو شطرنج کھیلتے ہوئے دیکھا۔ اس لیے اسے ترک کر دیا اور اس کی روایات نہیں لکھیں۔) (۹) ستر عورت کا لحاظ نہ رکھتا ہو۔ چنانچہ فرماتے ہیں: أتیت ابا الزبیر وفخذه مکشوفة، فقلت غطّ فخذك، قال: ما بأس بذلك، فلذلك لما روعنه[5] (میں ابوالزبیر کے پاس آیا۔ اس کا زانو کھلا ہوا تھا میں نے کہا اپنا زانو ڈھک لو۔ اس نے

---

[1] تقدمۃ الجرح والتعدیل، ص ۱۴۷ [2] سیر اعلام النبلاء ۶ / ۱۳۰

[3] ایضاً ۶ / ۱۸۰ [4] ایضاً ۷ / ۲۱۵ [5] ایضاً ۷ / ۲۲۳

جواب دیا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اسی لیے میں نے اس سے روایت نہیں لی۔)
(۱۰) ناپ تول میں کمی کرتا ہو۔ ابوالزبیر ہی کے بارے میں ان کا بیان ہے: رائیتہ یزن فاسترجح فی المیزان، فترکتہ[۱] (میں نے اسے تول میں ڈنڈی مارتے ہوئے دیکھا۔ اس لیے چھوڑ دیا۔)
(۱۱) نماز بے ڈھنگے پن کے ساتھ پڑھتا ہو۔ قیل لشعبۃ لم ترکت ابا الزبیر؟ قال: رائیتہ یسیئ الصلاۃ، فترکت الروایۃ عنہ[۲] (شعبہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے ابوالزبیر کو کیوں ترک کر دیا؟ انھوں نے جواب دیا، میں نے دیکھا کہ وہ نماز بے ڈھنگے پن سے پڑھتا ہے۔ اس لیے میں نے اس سے روایت ترک کر دی۔) (۱۲) بدمعاملہ ہو۔ حفص بن سلیمان کے بارے میں کہتے ہیں: اخذ منی حفص بن سلیمان کتاباً فلم یردہ[۳] (حفص بن سلیمان نے مجھ سے ایک کتاب لی، پھر واپس نہیں لوٹایا۔) (۱۳) لالچی اور پست فطرت ہو۔ ابوالمہزم کے بارے میں فرماتے ہیں: رایت ابا المہزم لو اعطوہ فلسین لحدثہم سبعین حدیثاً[۴] (میں نے ابوالمہزم کو دیکھا ہے دو پیسے دے کر اس سے ستر حدیثیں سنی جا سکتی ہیں۔)

وہ اوصاف جن کی بنا پر شعبہ نے کسی راوی کو پسند کیا ہے، یا اس کی تعریف کی ہے۔ ان کی بھی ایک مختصر فہرست اس طرح تیار کی جا سکتی ہے:

(۱) صادق القول ہو (پھر اس کے مختلف درجات ہیں۔ مثلاً کوئی اصدق الناس ہے، کوئی صدوق ہے، کوئی صدوق فی الحدیث ہے وغیرہ۔

(۲) صاحب حفظ ہو۔ (اس کے بھی مختلف درجات ہیں۔ کوئی مطلقاً احفظ ہے۔ کوئی کسی کے مقابلے میں احفظ ہے۔ کوئی حافظ ہے وغیرہ۔

(۳) صاحب اتقان ہو۔ عبدالوارث کے بارے میں ان کا قول نقل کیا جا چکا۔ تعرف الاتقان فی قفاہ[۵]

(۴) کثیر العلم ہو۔ عمرو بن مرہ کے بارے میں ان کا قول نقل کیا جا چکا ہے: کان اصغر القوم واکثرھم علما۔

---

[۱] سیر اعلام النبلاء ۲۰۹/۷ [۲] ایضاً ۲۱۵/۷ [۳] تقدمۃ الجرح والتعدیل، صفحہ ۱۷۱
[۴] ایضاً صفحہ ۱۵۶ [۵] ایضاً صفحہ ۱۲۶

(۵) صاحب تقویٰ ہو۔ سنری بن یحییٰ کے بارے میں فرماتے ہیں: کان من اصدق الناس واشدھم اتقاء[1] (وہ بہت سچے اور بڑے صاحب تقویٰ تھے۔)

(۶) بہترین مسلمان ہو۔ فرماتے ہیں: ھارون الاعور کان من خیار المسلمین[2] (ہارون الاعور بہترین مسلمانوں میں سے تھے۔)

(۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی حدیث کے انتساب میں غایت درجہ محتاط ہو۔ فرماتے ہیں: لم ار احداً اصدق من سلیمان التیمی وکان اذا حدثنا باحادیث الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم تغیّر وجھہ[3] (میں نے سلیمان التیمی سے بڑھ کر سچا کوئی نہیں دیکھا۔ ہم لوگوں سے حدیث بیان کرتے ہوئے جب وہ اس کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب کرتے، تو ان کا چہرہ بدل جاتا)

شعبہ نے کسی راوی کے بارے میں رائے قائم کرنے کے سلسلے میں جو مختلف طریقے اپنائے ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں:

(۱) اپنے کسی شیخ کی مرویات امتحان کے طور پر کسی راوی سے سنی جائیں اور اس طرح اس کے صدق وکذب کا فیصلہ کیا جائے۔ وہب بن جریر کہتے ہیں: کان شعبۃ یاتی ابی وھو علی حمار، فیسألہ عن احادیث الاعمش، فاذا حدثہ قال: ھٰکذا واللہ سمعتہ من الاعمش، ثم یضرب حمارہ ویذھب[4] (شعبہ گدھے پر سوار ہو کر میرے والد جریر بن حازم کے پاس آتے۔ ان سے اعمش کی احادیث کے بارے میں پوچھتے۔ جب جریر انھیں حدیث سنا دیتے تو شعبہ کہتے واللہ میں نے بھی اعمش سے اسی طرح سنا ہے۔)

(۲) راوی جب کسی شیخ کے حوالے سے کوئی روایت بیان کرے تو اس شیخ سے اس روایت کی حقیقت دریافت کی جائے۔ اس کے بعد اس کے بارے میں کوئی رائے قائم کی جائے۔ اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو:

قال شعبۃ: افادنی عثمان البرّی عن قتادۃ حدیثاً، فسألتہ قتادۃ، فما عرفہ فجعل عثمان یقول: بل انت حدثتنی، فیقول لا، فقال قتادۃ، ھٰذا یصرنی عنی

---

[1] تقدمۃ الجرح والتعدیل ص ۱۲۳ [2] ایضاً ص ۱۵۶ [3] ایضاً ص ۱۲۲ [4] ایضاً ص ۱۳۶

ان لی علیہ ثلاث مائۃ درھم[1] (شعبہ کہتے ہیں: مجھے عثمان البری نے قتادہ کی ایک حدیث سنائی۔ میں نے اس کے بارے میں قتادہ سے پوچھا۔ قتادہ نے اس حدیث کو نہیں پہچانا۔ عثمان کہنے لگے نہیں آپ ہی نے مجھ سے بیان کیا ہے۔ قتادہ کہتے تھے نہیں۔ آخر میں قتادہ نے کہا کہ یہ مجھے میرے ہی بارے میں بتاتے ہیں کہ ان کے ذمّے میرے تین سو درہم واجب الادا ہیں۔)

اسی طرح حسن بن عمارہ کے بارے میں فرماتے ہیں: روی الحسن بن عمارۃ عن الحکم عن یحییٰ بن الجزّار عن علی سبعۃ احادیث، فلقیت الحکم فسألتہ عنھا، فقال ما حدثت بشیء منھا[2] (حسن بن عمارہ نے "عن الحکم عن یحییٰ بن الجزّار عن علیؓ" کی سند سے سات حدیثوں کی روایت کی۔ میں نے حکم سے ان احادیث کے بارے میں دریافت کیا۔ انھوں نے جواب دیا کہ میں نے ان میں سے کوئی حدیث بیان نہیں کی ہے۔)

(۳) اس راوی کی مرویات کا مقابلہ دوسرے ثقہ راویوں کی روایت سے کیا جائے اور اس کی روشنی میں اس کے بارے میں فیصلہ کیا جائے۔ چنانچہ عوف بن ابی جمیلہ کے بارے میں شعبہ نے اسی طریق کار پر عمل کیا ہے۔ اس سلسلے میں ان کا بیان اوپر نقل کیا جا چکا ہے۔

شعبہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ انھوں نے رجال پر کلام کے ساتھ ساتھ "عِلَلِ حدیث" کی طرف بھی توجہ دی ہے۔ 'عِلَل' اگرچہ اسماء الرجال سے علاحدہ علم ہے، لیکن دونوں میں بڑا گہرا رشتہ ہے۔ بلکہ سچ پوچھیے تو رجال کی معرفت کے بغیر عِلَل سے واقفیت ہی نہیں ہو سکتی۔ ابن رجب حنبلی کتاب العلل الصغیر للترمذی کی شرح میں لکھتے ہیں:-

حدیث کے صحیح اور ضعیف ہونے کا علم رُواۃِ حدیث کے ثقہ، ضعیف ہونے کے

---

[1] سیر اعلام النبلاء ۳۲۶/۷

[2] تقدمۃ الجرح والتعدیل ص۱۳۶ (حسن بن عمارہ پر شعبہ کی جرحوں کے اور بھی کئی اقوال ہیں۔ ان پر نعمت المنعم شرح مقدمہ مسلم از مولانا نعمت اللہ اعظمی استاذ حدیث دار العلوم دیوبند میں اچھی بحث کی گئی ہے)

علم سے ہوتا ہے اور ثقات کے مراتب و درجات اور اختلاف کے وقت ایک دوسرے پر ترجیح کے علم میں مہارت سے علل حدیث کے دقائق سے واقفیت ہوتی ہے۔[1]
یہاں مثال کے طور پر علل سے متعلق شعبہ کا ایک بیان ملاحظہ ہو۔ ابو داؤد طیالسی روایت کرتے ہیں :۔

سمعت خالد بن طليق يسأل شعبة، فقال : يا ابا بسطام حدثني حديث سماك بن حرب في اقتضاء الورق من الذهب حديث ابن عمر، فقال : اصلحك الله هٰذا حديث ليس يرفعه احد الا سماك، قال فترهب ان اروى عنك؟ قال : لا ولكن حدثنيه قتادة عن سعيد بن المسيب عن ابن عمر ولم يرفعه، واخبرنيه ايوب عن نافع عن ابن عمر ولم يرفعه۔ وحدثني داؤد بن ابي هند عن سعيد بن جبير ولم يرفعه۔ ورفعه سماك فانا افرقه۔[2]

(میں نے خالد بن طلیق کو شعبہ سے سوال کرتے ہوئے سنا۔ خالد نے کہا اے ابو بسطام! مجھے "سونے کے بدلے میں چاندی کی وصولی" سے متعلق سماک بن حرب کی حضرت ابن عمرؓ سے مروی حدیث سنا دیجیے۔ انھوں نے جواب میں کہا اللہ تمہیں درست رکھے، اس حدیثؐ کو سماک کے علاوہ کوئی مرفوعاً نقل نہیں کرتا۔ خالد نے کہا کیا آپ سے اس کی روایت میں کوئی اندیشہ ہے؟ انھوں نے جواب دیا نہیں۔ لیکن قتادہ نے مجھ سے یہ حدیث "عن سعید بن المسیب عن ابن عمر" کی سند سے بیان کی۔ ہے اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نہیں بتایا۔ اسی طرح ایوب نے مجھ سے یہ حدیث "عن نافع عن ابن عمر" کی سند سے بیان کی اور اسے مرفوعاً نقل نہیں کیا۔ اسی طرح داؤد بن ابی ہند نے بھی مجھ سے یہ حدیث سعید بن جبیر کے واسطے سے بیان کی اور انھوں نے بھی اسے مرفوعاً نقل نہیں کیا۔ صرف سماک اسے مرفوعاً روایت کرتے ہیں، لہٰذا میں اس سے ڈرتا ہوں۔)

سلسلۂ زیر بحث میں بعض قابل ذکر امور اور بھی ہیں :

(الف) شعبہ اپنے مزاج کی شدت کی وجہ سے غیر معتبر راویوں کو روایت حدیث سے بالجبر روکتے اور حاکم کے پاس نالش کی دھمکی بھی دیتے تھے۔ حماد بن زید کہتے ہیں :

---

[1] بحوالہ نعمت المنعم ص۳۲ [2] تقدمۃ الجرح والتعدیل، ص۱۵۸

رأیت شعبۃ قد لبّب ابان بن ابی عیاش، یقول استعدی علیک الی السلطان فانک تکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: قال: فبصرنی، فقال: یا ابا اسماعیل، قال: فاتیتہ، فما زلت اطلب الیہ حتی خلصتہ[۱] (میں نے شعبہ کو دیکھا کہ وہ ابان بن ابی عیاش کا گریبان پکڑ کر کھینچ رہے تھے اور کہتے جاتے تھے میں حاکم سے تمہارے خلاف مدد طلب کروں گا۔ کیونکہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرتے ہو۔ حماد کہتے ہیں کہ ابان کی نگاہ مجھ پر پڑ گئی۔ اس نے فریاد کی اے ابو اسماعیل! تو میں شعبہ کے پاس گیا اور برابر ان کی طرف راغب رہا یہاں تک کہ اسے چھڑا دیا۔)

(ب) وہ جن راویوں کو غیر معتبر سمجھتے تھے، ان سے خود تو روایت ترک ہی کر دیتے تھے۔ مزید برآں دوسروں کو بھی ایسے راویوں کی روایت سے روکتے تھے۔ بلکہ ایسے موقع پر وہ یہ دھمکی بھی دیتے تھے کہ اگر میں تمہیں فلاں کے قریب دیکھوں گا تو تمہیں اپنے حلقۂ حدیث میں شامل نہیں ہونے دوں گا۔ غندر کہتے ہیں: قال لی شعبۃ: لا تقرب الحسن بن عمارۃ، فانی ان رایتک تقربہ لم احدثک[۲] (مجھ سے شعبہ نے کہا کہ تم حسن بن عمارہ کے قریب نہ جاؤ۔ اگر میں تمہیں اس کے پاس دیکھوں گا تو تم سے حدیث نہیں بیان کروں گا۔)

(ج) ان کا خیال تھا کہ عامۃ الناس کے مقابلے میں اشراف سے روایت لینا بہتر ہے، کیونکہ یہ لوگ عام طور پر جھوٹ نہیں بولتے۔ ہشیم، شعبہ کا قول نقل کرتے ہیں: خذوا عن اھل الشرف فانھم لا یکذبون[۳] شرفاء سے روایتیں لو، اس لیے کہ یہ لوگ کذب بیانی نہیں کرتے۔)

(د) سب سے اہم اور آخری بات یہ ہے کہ احادیث کی تحقیق اور نقدِ رجال وغیرہ کے سلسلے میں شعبہ کی تمام سعی و کاوش کے پسِ پشت محض تقوائے الٰہی اور رضائے الٰہی کا جذبہ کار فرما رہا ہے۔ چنانچہ عبد الرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں: کان شعبۃ یتکلم فی ھذا حسبۃ[۴] (شعبہ رجال کے سلسلے میں محض اللہ واسطے کلام کرتے تھے) اسی بنا پر جب وہ کسی راوی کے بارے میں کوئی رائے قائم کر لیتے تو پھر کسی کی سفارش یا فہمائش کا ان پر

---

۱ سیر اعلام النبلاء، ۷/۲۲۲
۲ تقدمۃ الجرح والتعدیل ص ۱۳۸
۳ سیر اعلام النبلاء، ۷/۲۱۷
۴ تقدمۃ الجرح والتعدیل، ص ۱۷۱

مطلق اثر نہ ہوتا تھا۔ چنانچہ حماد بن زید کہتے ہیں: اتیت انا وعباد بن عباد الی شعبۃ بن الحجاج، فسألناہ ان یکف عن ابان بن ابی عیاش ویسکت عنہ، فلما کان من الغد خرجنا الی مسجد الجامع، فبصربنا فنادانا، فقال یا ابا معاویۃ، نظرت فیما کلمتمونی فوجدت لا یسعنی السکوت، قال حماد: وکان شعبۃ یتکلم فی ھذا احسبۃ[1] (میں اور عباد بن عباد دونوں شعبہ بن الحجاج کے پاس آئے۔ ہم دونوں نے ان سے درخواست کی کہ وہ ابان بن ابی عیاش پر جرح سے رک جائیں اور سکوت اختیار کریں۔ اگلے دن ہم لوگ جامع مسجد گئے۔ شعبہ نے ہمیں دیکھا تو آواز دی۔ پھر کہا اے ابومعاویہ! جس سلسلے میں تم لوگوں نے گفتگو کی تھی، اس پر میں نے غور کیا اور اس نتیجے پر پہنچا کہ میرے لیے خاموشی کی گنجائش نہیں۔ حماد کہتے ہیں کہ شعبہ کا رجال پر کلام کرنا اللہ واسطے تھا)۔ اس ضمن میں شعبہ کا یہ قول بھی لائق ذکر ہے: لان أقدم، فتضرب عنقی احب الی من احدث ابی ھارون العبدی[2] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی جھوٹے راوی سے روایت کے مقابلے میں انھیں جان دے دینا زیادہ پسند تھا۔

---

[1] تقدمۃ الجرح والتعدیل، ص ۱۷۱ [2] ایضاً ص ۱۴۹

مکتبہ تحقیق

سے آپ تفسیر و حدیث کی یہ کتابیں طلب کر سکتے ہیں

۱۔ تفہیم القرآن مکمل سیٹ ۶ جلدوں میں۔ ۴۶۰/-

۲۔ فی ظلال القرآن (اردو ترجمہ مولانا سید حامد علی) اول، دوم، سوم، پارہ عم۔

۳۔ ترجمان القرآن مکمل سیٹ ۴ جلدیں ۳۰۰/-

۴۔ ابوداؤد (اردو ترجمہ مع مکمل متن) ۳ جلدیں ۲۷۵/-

۵۔ مشکوٰۃ المصابیح " " ۲۲۵/-

۶۔ ترمذی " ۲ جلدیں ۲۱۰/-

۷۔ مسلم " ۳ جلدیں ۳۲۵/-

ملنے کا پتا: مکتبہ تحقیق و تصنیف اسلامی۔ پان والی کوٹھی۔ دودھ پور۔ علی گڑھ ۲۰۲۰۰۱